من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة

جس نے کسی وارث کے حصہ میراث کو روکا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کے حصے کو روکیں گے

تقسیم میراث

کی اہمیت وفضیلت

Islamic gyan

MohdMoosa1786

مرتب

سید عبدالوہاب شیرازی

اِدارۃُ الصِّدّیق

تمہید

2004

لکھا، جسے آب حیات کے ذمہ داروں نے تصدیق اور تصحیح کے لئے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتیان کرام کے پاس بھیجا، جنہوں نے اس مضمون کو پڑھ کر تصدیق کی اور پھر یہ مضمون آب حیات میں شائع ہوا۔

بعد میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الاسلام مدرسہ شاہ فیصل اسلام آباد کے مہتمم محترم جناب خالد رشید شہباز صاحب نے اسے کتابچے کی شکل میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا جس سے الحمداللہ لوگوں کو بہت فائدہ ہوا، اور بعض حضرات نے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد وہ جائیدادیں جوانہوں نے کئی سال سے اپنے قبضے میں رکھی ہوئیں تھیں حقیقی ورثاء کے حوالے کیں اوراس کی مجھے بھی اطلاع دی۔ الحمدللہ

اس کتابچے کے پہلے دو ایڈیشن اسی مضمون (ماہنامہ آب حیات) پر مشتمل تھے لیکن اب اس میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

میری قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس کتابچے کو افادہ عام کے لئے زیادہ سے زیادہ شائع کر کے لوگوں میں تقسیم کریں، اس سلسلے میں آپ مجھ سے رابطہ کر کے اسے چھپوا کر تقسیم بھی کر سکتے ہیں اور اگر خود ہی شائع کرنا چاہیں تو رابطہ کر کے ''ان پیج'' کی کمپوز شدہ کاپی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ شکریہ

سید عبدالوہاب شیرازی

اسلام آباد (نومبر 2013)

رابطہ: 92-0321-5083475+

محترم جناب خالد رشید شہباز

قانون وراثت شریعت محمدیہ میں ایک اہم معاشرتی نظام کی طرف ہماری توجہ مبذول کرواتا ہے۔جس سے آپس کے لامتناہی خاندانی جھگڑوں سے نجات مل جاتی ہے، جو کہ ایک خاندان کے سرپرست کے وفات پا جانے کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

یہ ایک ایسا اہم خاندانی مسئلہ ہے جس کے بارے میں مسلمانوں کی اکثریت یا تو پوری طرح واقف ہی نہیں ہوتی اور اگر چند مسائل سے واقف ہو بھی تو ورثاء کہ ذاتی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے، یا پھر ہر کوئی اپنے مفاد کے لئے اس کی تاویل کرتا ہے جو کہ ایک غلط العام رسم بن چکی ہے۔

اس لئے انجمن تعلیم الاسلام شاہ فیصل جامعہ اسلامیہ نے جہاں عرصہ دراز ے کمیونٹی ویلفیئر کا کام یعنی تجہیز و تکفین کا انتظام کر رکھا ہے وہاں پر اس بات کی بے حد ضرورت محسوس ہوئی کہ میت والے گھر کو میراث کے بارے میں مسائل سے بھی آگاہ کر دیا جائے،امید ہے کہ اس کتابچے سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں گے اور خاندانی مسائل کے اس طوفان سے بچ سکیں گے جس نے بہت سے گھروں کو ویران کر دیا ہے۔

یہاں میں نوجوان عالم دین سید عبدالوہاب شاہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، ہمیں امید ہے کہ اس کاوش کو آپ پذیرائی بخشیں گے اور ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کریں گے، تا کہ دین کے اس اہم پہلو کے اجاگر کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں، اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ امین

خالد رشید شہباز

(صدر انجمن و مہتمم مدرسہ شاہ فیصل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میراث کی اہمیت و فضیلت

میراث کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مقدس میں اس کی تفصیلات کو کئی آیات میں بیان کیا ہے۔ دیگر کئی احکام بھی قرآن مجید میں بیان ہوئے مگر اللہ رب العزت نے انکی جزئیات کو بیان نہیں کیا مثلاً زکوٰۃ ہی کو آپ لیں اللہ رب العزت نے اس کی فرضیت اور فضیلت کو تو قرآن مجید میں بیان فرمایا مگر اس کی مقدار بیان نہیں کی، اسی طرح نماز کی فرضیت کو بیان فرمایا مگر اس کی رکعتوں اور طریقہ کار کو بیان نہیں فرمایا۔

لیکن میراث کی اہمیت کے پیش نظر اس کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور ورثاء کے حصص کو بھی بیان فرمایا۔ تقسیم میراث وہ اہم فریضہ ہے جس میں کوتاہی عام ہے اس اہم فریضہ کے تارک عام پائے جاتے ہیں کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس کے ترکہ پر کوئی ایک وارث یا چند ورثاء مل کر قابض ہو جاتے ہیں۔ کسی دوسرے کا حق کھانا حرام ہے اور حرام کھانے پر جہاں آخرت میں عذاب ہوگا وہیں دنیا میں بھی اسکے بڑے نقصانات ہیں۔

دین سے دوری کا سبب؟

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے "میں نے بصیرت کی بناء پر تجربہ کیا ہے کہ لوگوں کی دین سے دوری میں اسی 80 فیصد حرام مال کھانے کا عمل دخل ہے، اور دس فیصد اس سے کہ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا کھاتے ہیں اور دس فیصد اس سے کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار نہیں کرتے۔

کسی دوسرے کا حق کھانا گناہ کبیرہ ہے اور یہ ایسا گناہ ہے کہ جب تک معاف نہ کرایا جائے معاف نہیں ہوگا۔ ممکن ہے اللہ رب العزت مہربانی فرما کر حقوق اللہ کو معاف فرما دیں مگر حقوق العباد (بندوں کے حقوق) اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے جب تک اس شخص سے معاف نہ کرا دیئے جائیں جس کے حقوق تلف کئے ہیں

ایک الائچی

حرام مال کھانے کے بے شمار ذرائع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار ایسے بندے ہیں جو ان ذرائع سے بچتے ہیں مگر شرعی تقسیم میراث ایک ایسا فریضہ ہے جس میں کوتاہی کے مرتکب بڑے بڑے دیندار لوگ بھی ہیں، کئی لوگ سود، چوری، جھوٹ وفریب سے بچتے ہیں اور دیندار ہونے کے دعوے دار ہیں لیکن میراث کے باب میں دوسروں کے حقوق کھا کر آگ کے انگارے اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں۔ حالانکہ مرنے والے کی جیب سے اگر ایک الائچی نکلے تو کسی وارث کے لئے شرعاً جائز نہیں کہ وہ اس الائچی پر قابض ہو جائے کیونکہ اس میں تمام ورثاء کا حق ہے۔ اس الائچی کو بھی ترکہ میں رکھ کر شرعی طریق سے تقسیم کیا جائے گا۔

چراغ بجھا دیا

ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کسی مریض کی عیادت کرنے گئے، رات کا وقت تھا چراغ جل رہا تھا، امام صاحب اس مریض کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ اس مریض کی وفات ہو گئی، امام صاحب نے فوراً چراغ بجھا دیا اور اپنی جیب سے پیسے دیئے کہ ان پیسوں کا تیل لا کر چراغ جلایا جائے، کیونکہ اس کے فوت ہونے کے بعد چراغ کا تیل میراث کا مال بن چکا ہے اور اس میں تمام ورثاء کا حصہ ہے اور ان کی اجازت کے بغیر اب اس چراغ کو جلانا حرام ہے۔

ڈیڑھ صفحہ

آج حالت یہ ہو چکی ہے کہ لوگ رواج پر تو عمل کرتے ہیں مگر قرآن مجید کے ڈیڑھ صفحے پر عمل متروک ہو چکا ہے۔ رواج یہ ہے کہ عورتوں کو جہیز میں کچھ سامان دے دیتے ہیں اور میراث میں جو ان کا حق بنتا ہے خود ہضم کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو جہیز میں پوری دنیا کی دولت دے دے اس کے بعد اس بیٹی کا میراث میں ایک روپیہ بھی حق بنتا ہو تو وہ ایک روپیہ اس بیٹی کا حق ہے یہ اس کو دینا پڑے گا۔ اگر اس دنیا میں نہ دیا تو کل آخرت میں اپنی نیکیوں کو صورت میں دینا پڑے گا۔

کچھ لوگ عورتوں سے یہ کہلوا کر کہ ہم نے اپنا حق معاف کر دیا، بے فکر ہو جاتے ہیں ایسا کرنے سے ان کا حق معاف نہیں ہوگا اسکی صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ میراث کے مال کو اور جائیداد کو شرعی طریقہ سے تقسیم کر دیا جائے اور جائیداد ورثاء کے نام کر کے حوالے کر دی جائے اس کے بعد اگر کوئی وارث اپنی مرضی اور طیب خاطر سے اپنا حق ہبہ کرنا چاہے یا واپس کرنا چاہے تو جائز ہے۔

جاھلانہ طرز عمل

بیٹوں کو حصہ دے کر بیٹیوں کو محروم کرنا، یا بھائی اور چچا وغیرہ کا خود لے کر عورتوں کو محروم کرنا یہ زمانہ جاہلیت کے کفار کا طرز عمل ہے، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دار العلوم دیوبند نے ''مفید الوارثین'' میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے واضح اور صریح حکم کو پس پشت ڈال کر ایک کافرانہ رسم پر عمل کرنا کوئی معمولی خطا نہیں ہے، نہایت سرکشی اور اعلی درجے کا جرم ہے، بلکہ کفر تک پہنچ جانے کا اندیشہ ہے۔

مشکوۃ شریف کی ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعت

خداوندی میں مشغول رہتے ہیں، لیکن موت کے وقت وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں، یعنی کسی شرعی عذر اور وجہ کے بغیر کسی حیلے سے یا تو حق داروں کا حصہ کم کر دیتے ہیں، یا مکمل حصے سے محروم کر دیتے ہیں، ایسے شخص کو اللہ تعالی سیدھے جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

کافروں کا عمل

عام مسلمانوں میں کثرت سے اور بعض خواص میں بھی مالی معاملات کے بارے میں جو بڑی کوتاہیاں اور غلطیاں ہو رہی ہیں، ان میں سے ایک کوتاہی میراث کا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کے مطابق تقسیم نہ کرنا، بلکہ ایک وارث یا چند وارثوں کا اسے ہڑپ کر جانا اور دوسرے وارثوں کو محروم کرنا ہے۔ قرآنِ مجید میں اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی نافرمانی اور کافروں کا عمل اور کردار بتایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وتأكلون التراث أكلالما. وتحبون المال حبا جما. (سورہ فجر)

اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں پوری طرح گرفتار ہو۔

عرب جاہلیت کے دور میں عورتوں اور بچوں کو میراث کے مال سے محروم رکھا جاتا تھا، جو زیادہ طاقت ور اور با اثر ہوتا، وہ بلا تامل ساری میراث سمیٹ لیتا تھا، اور ان سب لوگوں کا حصہ بھی کھا جاتا تھا جو کمزور ہوتے تھے۔ میراث اور ورثے کی تقسیم کے بارے میں دنیا کی مختلف قوموں کے نظریات، خیالات اور طور طریقے کئی طرح کے رہے ہیں۔ ان طریقوں میں سے کسی میں بھی اعتدال اور انصاف نہیں تھا۔ بعض قومیں میراث میں عورتوں اور بچوں کو بالکل حصہ نہیں دیتی تھیں۔ عرب جاہلیت کی قومیں، برعظیم پاک وہند کی قومیں اور دیگر علاقوں

کے لوگ عورتوں کو حصہ بالکل نہیں دیتے، پھر بیٹوں میں بھی انصاف و برابری نہیں تھی۔ کسی بیٹے کو تھوڑا تو کسی کو زیادہ دیا جاتا تھا۔

جبکہ بعض اقوام نے میراث دینی شروع کی تو پرانے جاہلیت کے طریقے کو چھوڑ کر نئی جاہلیت اپنائی اور عورتوں کو مردوں کے برابر لا کھڑا کیا۔ یہ دوسری انتہا اور زیادتی ہے جس میں بھی انصاف کے تقاضے مدنظر نہیں رکھے گئے۔ میراث کی تقسیم میں افراط وتفریط دنیا کے بہت بڑے حصے میں پایا جاتا تھا اور آج بھی پایا جاتا ہے اور مسلم اُمت بھی اس کبیرہ گناہ میں گرفتار ہے۔

ورثاء کے لیے مال چھوڑنا

یہ بات یاد رکھیں کہ اپنی اولاد اور ورثاء کے لیے مال چھوڑنا بھی ثواب کا کام ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال ایسا بیمار رہا کہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ گویا ابھی موت آنے والی ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت سا مال ہے، میری صرف ایک ہی بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہائی کی وصیت کرسکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے، پھر فرمایا: "ان تدع ورثتك اغنياءً، خيراً من ان تدعهم عالة يتكفّفون الناس في ايديهم" تم اپنے ورثاء کو مال داری کی حالت میں چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔

جبری ملکیت

وراثت کے ذریعہ جوملکیت ورثاء کی طرف منتقل ہوتی ہے وہ جبری ملکیت ہے، نہ تو اس میں وراثت کا قبول کرنا شرط ہے اور نہ وارث کا اس پر راضی ہونا شرط ہے بلکہ اگر وہ اپنی زبان سے صراحتاً یوں بھی کہہ دے کہ میں اپنا حصہ نہیں لیتا تب بھی شرعاً وہ اپنے حصے کا مالک بن جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ اپنے حصے کو قبضے میں لینے کے بعد شرعی قاعدے کے مطابق کسی دوسرے کو ہبہ کردے یا بیچ ڈالے یا تقسیم کردے۔(تفصیلات کے لئے "تنویر الحواشی فی توضیح السراجی صفحہ 180، شرح الاشباہ والنظائر، عزیز الفتاویٰ صفحہ 78، معارف القرآن جلد2ص312 دیکھیں۔)

کوتاھی کا اندازہ

میراث کی شرعی تقسیم میں کتنی کوتاہی ہوتی ہے؟ اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ میراث کے مسائل ہر عالم اور مفتی کو یاد بھی نہیں ہوتے اس کی وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے یہ مسائل پڑھے نہیں ہوتے ، بلکہ وجہ یہ ہے کہ ان سے کوئی میراث کے مسائل پوچھنے والا ہی نہیں آتا حالانکہ ہر روز ہزاروں مسلمان فوت ہورہے ہیں۔اب ہونا تو یہ چاہیے کہ علماء کے پاس میراث کے مسائل پوچھنے والوں کی لائنیں لگی ہوں لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہر روز اتنی طلاقیں نہیں ہوتیں جتنے انسان فوت ہورہے ہیں لیکن طلاق کے مسائل پوچھنے والے سب سے زیادہ ہیں۔ میراث کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضور اقدس ﷺ نے علم میراث سیکھنے اور سکھانے والوں کے فضائل بتائے اور میراث میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے وعیدیں سنائیں۔ ذیل میں میراث کی اہمیت اور فضیلت اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کے بارے میں چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

علم میراث سیکھو اور سیکھاؤ

عن ابن مسعود رضی الله عنه مرفوعاً : تعلموا الفرائض وعلموه الناس فانی امرأمقبوض وان العلم سیقبض وتظهر الفتن حتیٰ یختلف الاثنان فی الفریضة فلایجدان احدا یفصل بینهما .(المستدرک علی الصحیحین جز4ص369)

ترجمہ......☆حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم علم فرائض (علم میراث) سیکھو اور لوگوں کو بھی سیکھاؤ کیونکہ میں وفات پانے والا ہوں اور بلاشبہ عنقریب علم اٹھایا جائے گا اور بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی حصہ میراث کے بارے میں باہم جھگڑا کریں گے اور انہیں ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو ان کے درمیان اسکا فیصلہ کرے۔

میراث نصف علم ہے

تعلموا الفرائض وعلموها فانه نصف العلم وهو ینسی وهو اول شیء ینزع من امتی.(ابن ماجه ج2ص908)

ترجمہ......☆تم فرائض (میراث) سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے بلاشبہ وہ بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے یہی علم سب سے پہلے سلب کیا جائے گا۔

بے سر کے ٹوپی

ان مثل العالم الذی لا یعلم الفرائض کمثل البرنس لارأس له.(جمع الفوائد کتاب العلم)

ترجمہ......☆وہ عالم جو فرائض (میراث) نہ جانتا ہوا ایسا ہے جیسا کہ بے سر کے ٹوپی

یعنی اس کا علم بے زینت و بے کار ہے۔

سر جس میں چہرہ ہی نہیں

عن ابی موسیٰ رضی الله عنه موقوفا : من علم القراٰن ولم یعلم الفرائض فان مثله مثل الرأس لا وجه له. (الدارمی 441/2)

ترجمہ......☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: جس نے قرآن سیکھا لیکن فرائض (میراث) کو حاصل نہ کیا تو اس کی مثال ایسے سر کی ہے جس میں چہرہ نہ ہو۔

باتیں کرنا

کتب عمر إلی أبی موسیٰ الاشعری: اذا لهو تم فالهوا بالرمی واذا تحدثتم فتحدثوا باالفرائض .(المستدرک علی الصحیحین جز4صفحه 370) (سنن بیهقی ج 6 ص209)

ترجمہ......☆ جب تم کھیلنا چاہو تو تیر اندازی کا کھیل کھیلو اور جب باتیں کرنا چاہو تو فرائض کی باتیں کرو۔

جنت سے محروم

عن انس قال قال رسول الله ﷺ من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم. القیامة . (مشکوۃ)

ترجمہ......☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس نے کسی وارث کے حصہ میراث کو روکا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کے حصے کو روکیں گے۔

دوزخ میں داخلہ

ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں لیکن موت کے وقت میراث میں وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں (یعنی بلا وجہ شرعی کسی حیلے سے محروم کر دیتے ہیں یا حصہ کم کر دیتے ہیں) ایسے شخصوں کو اللہ تعالیٰ سیدھا دوزخ میں پہنچا دیتا ہے۔ (مشکوۃ)

بھوکا

قال رسول الله ﷺ: فمن يأخذ مالاً بحقه يبارك له فيه و من يأخذ مالا بغير حقه فمثله كمثل الذى يأكل ولايشبع. (الصحيح الامام المسلم727/2)

ترجمہ......☆حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مال حق کے ساتھ لیا تو اس میں برکت ڈالی جائے گی اور جس نے بغیر حق کے مال لیا تو اس کی مثال اس شخص سی ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

قال عمر

قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه : تعلموا الفرائض و اللحن والسنن كما تعلموا القرآن. (سنن دارمی441/2 بيهقى ، مصنف ابن شيبه)

ترجمہ......☆حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میراث، لحن، اور سنن کو اس طرح سیکھو جیسا کہ تم نے قرآن کو سیکھا۔

قال عبدالله

عن ابن مسعود رضى الله عنه : تعلموا الفرائض والطلاق والحج فأنه من دينكم. (دارمی 441/2)

ترجمہ......☆حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ علم میراث اور طلاق اور حج کو سیکھو یہ تمہارے دین میں سے ہے۔

قال عبدالله بن مسعود تعلموا الفرائض فأنه يوشك ان يفتقر الرجل الی علم کان یعلمه أو یبقی فی قوم لا یعلمون. (سنن دارمی، طبرانی ، مجمع الزوائد 224/4 المعجم الکبیر 188/9)

ترجمہ......☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ علم میراث کو سیکھو عنقریب آدمی اس علم کا محتاج ہوگا جس کو وہ جانتا تھا، یا ایسی قوم میں ہوگا جو علم نہیں رکھتے۔

قال عقبة

قال عقبة بن عامر تعلموا الفرائض قبل الظانین یعنی الذین یتکلمون بالظن. (بخاری 2474/6 ، تغلیق التعلیق 213/5)

ترجمہ......☆ حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ علم میراث کو سیکھو گمان کرنے والوں سے پہلے یعنی جو لوگ گمان کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔

ان احادیث میں علم میرث کو سیکھنے اور سکھانے کا حکم دیا گیا ہے اور علم میراث کو نصف علم کہا گیا ہے اور وہ عالم جو میراث نہ جانتا ہو اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ گویا ایسا ہے کہ اس کے پاس ٹوپی تو ہے مگر سر نہیں اور اسکے پاس سر تو ہے مگر اس میں چہرہ نہیں۔

اسی طرح فرمایا جو کسی کا حصہ نہیں دے گا اللہ قیامت کے دن جنت سے اس کا حصہ روکیں گے۔ اب علماء اور عام مسلمانوں سب کی یہ ذمہ داری بنتی ہیکہ وہ اس علم کو پھلائیں تا کہ لوگ اس حرام خوری کے گناہ عظیم سے بچ سکیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چند مسائل

میراث سے متعلق احکام وفات کے بعد کے ہیں زندگی میں اگر کوئی شخص بحالت صحت اولاد میں مال و جائیداد تقسیم کرنا چاہے تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ بیٹے اور بیٹی کو مساوی طور پر حصہ دیا جائے اور اگر اولاد میں سے کسی کو اس کے تقویٰ یا دینداری یا حاجت مندی یا والدین کی خدمت گزاری کی وجہ سے نسبتاً زیادہ حصہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اولاد بے دین فاسق و فاجر ہو اور مال دینے کی صورت میں بھی اس کی اصلاح کی امید نہ ہو تو انہیں صرف اتنا مال کہ جس سے وہ زندہ رہ سکیں دینے کے بعد بقیہ مال امور خیر میں خرچ کرنا افضل ہے (الدر مختار ۲:۵۳۶) خلاصہ یہ ہے کہ زندگی میں بحالت صحت تو اختیار ہے لیکن مورث کے مرنے کے بعد کسی وارث کو محروم نہیں کیا جا سکتا۔

وصیت کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت سا مال ہے، میری صرف ایک ہی بیٹی کو میراث کا حصہ پہنچتا ہے، تو کیا میں اپنے پورے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تہائی کی وصیت کر سکتے ہو اور تہائی بھی بہت ہے۔

مرنے سے پہلے اگر کوئی آدمی وارثوں کے علاوہ کسی اور کے لئے کچھ وصیت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن ایک تہائی تک اس سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں ہے، اور وصیت میں اپنے وارثوں کا خیال رکھنا چاہیے انہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔

أن رسول الله ﷺ قال: ان الرجل ليعمل و المرأة بطاعة الله سبعين

سنة ثم یحضرهما الموت فیضاران فی الوصیة فتجب لهما النار (ترمذی).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک انسان مرد یا عورت ستر سال تک اللہ کی اطاعت کے عمل کرتے رہتے ہیں، پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں (وارثوں کو) نقصان دے جاتے ہیں تو ان کے لئے آگ واجب ہو جاتی ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے ایک آدمی ستر برس تک بدکاروں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو خدا کے ڈر سے ایسی وصیت کرتا ہے جس سے وارثوں کو پورا پورا حق مل جائے اس عمل کی وجہ سے وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عاق کرنا

چونکہ مرنے کے بعد وارث کا استحقاق خود ثابت ہو جاتا ہے اس لئے اگر کسی مورث نے عاق نامہ بھی تحریر کر دیا کہ میں اپنے فلاں وارث سے (بیٹا ہو یا بیٹی یا کوئی اور وارث) فلاں وجہ سے ناراض ہوں وہ میرے مال اور ترکہ سے محروم رہے گا۔ میں اس کو عاق کرتا ہوں تب بھی وہ شرعاً محروم نہیں ہوگا اور اس کا حصہ مقرر اس کو ملے گا کیونکہ میراث کی تقسیم نفع پہنچانے یا خدمت گزاری کی بنیاد پر نہیں۔ لہٰذا کسی بھی وارث کو محروم کرنا حرام ہے ایسی تحریر کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ البتہ نافرمان بیٹے یا کسی دوسرے فاسق و فاجر وارث کو محروم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنی صحت و تندرستی کے زمانہ میں کل مال و متاع دوسرے ورثاء میں شرعی طور پر تقسیم کرکے اپنی ملکیت سے خارج کر دے تو اس وقت جب کچھ ترکہ ہی باقی نہیں رہے گا تو نہ میراث جاری ہوگی نہ کسی کو حصہ ملے گا۔

(امداد الفتاویٰ جلد 4 ص 364، تنویر الحواشی فی توضیح السراجی صفحہ 180)

ترکہ کیا ہے؟

وہ تمام جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ جو میت کو ورثہ میں ملی ہو یا خود کمائی ہو بشمول تمام قابل وصولی قرضہ جات ترکہ کہلاتی ہے جو چیز میت کی ملک میں نہ ہو بلکہ قبضہ میں ہو وہ ترکہ نہیں ہے مثلاً میت کے پاس کسی نے کوئی امانت رکھی تھی تو وہ ترکہ میں شامل نہ ہوگی بلکہ جس نے رکھوائی تھی اس کو واپس کی جائے گی

وارث کون؟

ہر خونی رشتہ دار اور خاوند بیوی جو میت کی وفات کے وقت زندہ ہو نیز حمل کا بچہ سب وارث کہلاتے ہیں۔

قابل تقسیم ترکہ

سب سے پہلے میت کے دفن تک ہونے والے ضروری اخراجات اس کے ترکہ سے نکالے جاسکتے ہیں مثلاً کفن، قبر کی کھدائی کی اجرت، اگر ضرورت پڑے تو قبر کے لئے جگہ خریدنا وغیرہ یہ سب امور تجہیز میں داخل ہیں یہ اخرجات ترکہ سے نکالے جاسکتے ہیں اس کے علاوہ غیر شرعی امور مثلاً امام کے لئے مصلیٰ خریدنا وغیرہ یہ ترکہ سے نہیں نکالے جائیں گے تجہیز کے اخراجات میں نہ تو فضول خرچی کی جائے اور نہ بخل۔ اس کے بعد باقی مال سے میت کے ذمہ واجب الاداء قرضہ جات ادا کئے جائیں گے بیوی کا مہر خاوند کے ذمہ قرض ہے اگر ابھی تک ادا نہیں کیا گیا تھا تو ترکہ سے پہلے اسے ادا کیا جائے گا۔ اس کے بعد باقی مال سے جائز وصیت ایک تہائی (1/3) تک ادا کی جائے گی۔ یہ تین کام کرنے کے بعد جو باقی بچ جائے وہ قابل تقسیم ترکہ ہے۔ اب شرعی ضابطہ کے مطابق جس وارث کا (چاہے وہ مرد ہو یا عورت) جتنا حصہ بنتا ہوا سے دے دیا جائے اور جو وارث شرعی ضابطہ کے مطابق محروم ہوتا ہے اس کو محروم کردیا جائے۔

رخصتی سے پہلے بھی وراثت ملے گی

اگر کسی لڑکی اور لڑکے کی آپس میں منگنی ہوئی اور نکاح بھی ہو گیا لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا (یعنی خاوند) فوت ہو گیا تو تب بھی وہ لڑکی اس لڑکے کے مال سے بطور بیوی وراثت کی حق دار ہو گی۔

منہ بولا بیٹا یا بیٹی

کسی مرد یا عورت نے کسی لڑکے یا لڑکی کو منہ بولا بیٹا یا بیٹی بنا لیا تو وہ لڑکا یا لڑکی اس مرد یا عورت کے ترکہ سے حق وراثت نہ پائے گا۔

نابالغ وارثوں کا حق وراثت

اگر میت کے وارثوں میں بعض نابالغ بچے ہوں اور وہ اپنے حصہ میں سے کچھ صدقہ، خیرات یا ہدیہ کرنے کی اجازت دیں تو ان کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں۔ تقسیم جائیداد کے بعد صرف بالغ وارثین اپنے اپنے حصہ سے خیرات وغیرہ کر سکتے ہیں اس سے پہلے نہیں۔

مسئلہ تخارج

اگر کوئی وارث دوسرے وارثوں کی رضامندی سے اس شرط پر اپنا حق وراثت چھوڑ دے کہ اس کو کوئی خاص چیز وراثت میں سے دے دی جائے تو یہ شرعاً جائز ہے۔ مثلاً ایک مکان یا ایک کار لے لی اور باقی ترکہ میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا۔ یا خاوند نے اپنی مرنے والی بیوی کا حق مہر نہ دیا تھا تو اس نے اس کے بدلے اپنا حصہ وراثت جو بیوی کے ترکہ سے اس کو ملتا تھا چھوڑ دیا۔

پینشن کی رقم کی تقسیم

میت کے وظیفہ یا پینشن کے بقایا جات جو اس کی موت کے بعد وصول ہوں ان کی بھی

دوسرے ترکہ کی طرح تقسیم ہوگی لیکن اگر موت کے بعد پینشن جاری رہی جس کو فیملی پینشن کہتے ہیں تو سرکاری کاغذات میں جس کے نام پینشن درج ہوگی صرف وہی وصول کرنے کا حقدار ہوگا۔

میت کی فوت شدہ نماز و روزے کا فدیہ

جس شخص کے ذمہ نماز یا روزے یا زکوۃ یا حج واجب ہو اور اس پر موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو واجب ہے کہ وہ اپنے وارثوں کو وصیت کر جائے کہ میری طرف سے نماز، روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کردیں اور زکوۃ و حج ادا کردیں لیکن یہ وصیت جائیداد (ترکہ) کے ایک تہائی سے زیادہ وارثوں کی رضامندی کے بغیر عمل میں نہیں لائی جاسکتی ایک نماز یا ایک روزہ کا فدیہ احتیاطاً دو کلوگرام گندم یا اس کی قیمت ہے جو روزے مرض الموت میں قضاء ہوئے ہوں ان کی قضا اور فدیہ واجب نہیں ہے۔ جو شخص نماز روزے حج وغیرہ کے ادا کرنے کی وصیت کر گیا ہو اگر اس نے مال بھی چھوڑا ہے تو اس کی وصیت (ترکہ کے ایک تہائی تک) کا پورا کرنا اس کے وارثوں پر واجب ہے اگر مال نہیں چھوڑا تو وارثوں کی مرضی پر موقوف ہے۔

تقسیم میراث میں تاخیر نہ کیجئے ورنہ.....

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ حالت مرض میں نادار و مفلس عورتوں سے نکاح صرف اس نیت سے کر لیتے تھی کہ ہمارے مرنے کے بعد میراث میں حصہ دار بن جائیں، یہ گویا مفلس خواتین سے اظہار ہمدردی اور عملی تعاون کا باوقار انداز تھا۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہم وہ ورثا جو شرعا حصہ دار بنتے ہیں ہزار حیلوں بہانوں سے ان کا حصہ دبانے کی فکر میں سرگرداں رہتے ہیں۔ دیگر ورثاء پر داو نہ چل سکے تو بہنوں کا حصہ دبانا تو گویا اپنا حق سمجھا

جاتا ہے اور معمولی نقد رقم دیکر غریب بہنوں سے اپنی مرضی کے مطابق بیان دلوائے جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے دو آدمیوں سے بڑا ڈر لگتا ہے ایک تو قرآن کے صحیح حکم میں تاویل کرنے والا اور دوسرا وہ جو کسی حیلے یا ظلم سے کسی کی زمین چھین لے۔ (کتاب العلم)۔

ایک میت کی جیب میں ایک الائچی بھی موجود ہو تو کوئی وارث دوسرے وارثوں کی اجازت کے بغیر اسے استعمال نہیں کرسکتا۔ (مفید الوارثین)

عورت کو خاوند کی طرف سے جو کچھ حق مہر میں ملتا ہے وہ عورت کی ملکیت کہلاتا ہے، عورت کے مرنے کے بعد حق مہر کی ہر چیز وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ (عالمگیری)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بہن اپنے ورثے کو بھائی کے لئے معاف کر دیتی ہے تو صرف زبان سے کہہ دینے سے شرعاً معاف نہیں ہوتا۔ (دعوات عبدیت)

تقسیم میراث کے سلسلہ میں جو معاشرہ میں ظلم ہو رہا ہے وہ تو اپنی جگہ ہے بعض صاحب جائیداد مرنے سے پہلے حالت مرض میں ایسی وصیتیں کر جاتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں اس سلسلہ میں شریعت کا یہ اصول ذہن نشین رکھئے۔

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض وصیت کرنے والے حد سے تجاوز کرتے ہیں اور کسی حقیقی وارث کو محروم کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا اپنا مال ہے جس طرح چاہیں اس میں تصرف کر سکتے ہیں اور شریعت کا یہ حکم بھول جاتے ہیں کہ بیماری کی حالت میں وارثوں کے حقوق اس مال سے وابستہ ہو جاتے ہیں (العلم والعلما)

حدیث شریف میں ہے ایک آدمی ستر برس تک بدکاروں جیسے اعمال کرتا رہتا ہے جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو خدا کے ڈر سے ایسی وصیت کرتا ہے جس سے وارثوں کو پورا پورا حق مل جائے اس عمل کی وجہ سے وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی ساٹھ ستر برس کی عمر تک برابر نیکی کرتا رہتا ہے جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے اختیار سے غلط وصیت کر کے کسی وارث کو نقصان پہنچا دیتا ہے اس پر اس جرم کی پاداش میں جہنم کا داخلہ واجب ہو جاتا ہے۔ (ابوداود)

شرعی تقسیم کے سلسلہ میں علماء دین اور مفتیان کرام سے رابطہ کیا جائے۔ لیکن چونکہ دین اسلام ہر انسان کے لئے آیا ہے، اور میراث کے مسائل سے ہر ایک کو واسطہ پڑتا ہے اس لئے عوام الناس کو بھی تقسیم میراث سیکھنا چاہیے۔ خصوصاً اس زمانے میں جب کہ یہ علم مٹتا جا رہا ہے اور عوام شرعی تقسیم سے لاپرواہی کر رہے ہیں اور اس علم کو سیکھنا بالکل آسان ہو چکا ہے اور شرعی تقسیم میراث کے نت نئے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں، جن کو ایک عام شخص جو تھوڑا بہت پڑھا لکھا ہو سیکھ سکتا ہے۔ اس صورت حال میں مسلمانوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ یہ علم سیکھیں اور سکھائیں اور اس پر عمل کریں اور نصف علم کے حصول کا ثواب حاصل کریں۔

پانچ سوال

قیامت کے دن ہر مسلمان سے پانچ اہم سوال کیے جائیں گے اور ان کے جواب طلب کیے جائیں گے۔ جب بندہ ان کے جواب دے دے گا تب قدم آگے بڑھائے گا۔ ان سوالوں میں سے دو سوال، یعنی ایک سو نمبروں میں سے 40 نمبر یا 40 فی صد سوال مال کے بارے میں ہوں گے۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت سے آدمی نہیں ہٹ سکتا جب تک اس سے پانچ باتوں کے بارے میں حساب نہیں لے لیا جائے گا۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ: ا۔ عمر کن مشاغل میں گزاری؟ ۲۔ دین کا علم حاصل کیا تو اس پر کہاں تک عمل کیا؟ ۳۔ مال کہاں سے کمایا؟

۴۔ اور کہاں خرچ کیا؟ ۵۔ جسم کو کس کام میں گھلایا؟ (ترمذی، کتاب الزہد)

ان پانچ سوالوں میں سے دو سوال صرف مال کے بارے میں ہیں، یعنی دیگر مالی معاملات کے علاوہ میراث کے مال کے بارے میں ضرور سوال ہوگا کہ کیسے حاصل کیا؟ کیا دوسرے وارثوں کا حق مار کر اپنا حصہ لیا اور دوسروں کو ان کے حصے سے محروم کر دیا؟

میراث کو قرآن مجید کے احکام کے مطابق تقسیم کرنا وارثوں پر فرضِ عین ہے اور دوسرے رشتہ داروں اور برادری اور خاندان کے بزرگوں پر فرضِ کفایہ ہے۔ اگر کچھ لوگ میراث کو اللہ اور رسول اللہ کے احکام کے مطابق تقسیم کرنے کی تلقین کریں اور ترغیب دیں تو ان پر سے فرض کفایہ اُتر جائے گا، اور وارثوں پر فرضِ عین ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ خوش دلی اور رضا و خوشی سے میراث کی شریعت کے مطابق تقسیم کرنے پر متفق ہو جائیں تو سب پر سے فرض اُتر جائے گا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تقسیم میراث کے فوائد

شریعتِ مطہرہ کے مطابق تقسیمِ میراث کی برکتیں اور رحمتیں اور اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔اس سے اجتماعی وانفرادی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور ایسے بندے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔

☆ میراث کے شرعی حکم پر عمل کرنے والا جنت کا حق دار ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اسے بہت بڑی کامیابی فرمایا ہے۔

☆ قیامت کے دن رسول اللہ کی شفاعت نصیب ہوگی اور اس دن کے عذاب سے نجات حاصل ہوجائے گی۔

☆ ایسے شخص کا مال حلال ہونے کی وجہ سے مالی عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔یہ آخرت کے دن بڑا سرمایہ ہوگا۔

☆ جن عزیز واقارب اور عورتوں کو میراث میں سے حصہ ملتا ہے، وہ ان کے لیے دل سے دعائیں کرتے ہیں اور محروموں کو جب حق ملتا ہے تو وہ ایسے شخص کے ہمدرد بن جاتے ہیں۔

☆ تقسیمِ میراث سے دولت تقسیم ہوتی ہے جو اسلام کا ایک مقصد ہے۔

☆ تقسیمِ میراث کے حکم پر عمل کرنے سے دوسروں کو ترغیب ہوتی ہے اور پہل کرنے والے کو اجر ملتا ہے اور اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جاتا ہے۔

☆ میراث کی حق دار عورتوں کو اپنے حق کے لیے مطالبہ کرنا چاہیے۔میراث میں عورتوں، بیٹیوں، بہنوں، ماں اور بیویوں کا حق ہے، لہٰذا انھیں اپنے حق کا نہ صرف مطالبہ کرنا

چاہیے، بلکہ آگے بڑھ کر تقاضا کر کے اپنا حق لینا چاہیے اور قرآن مجید کے اس حکم (فرضِ عین) پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عورتوں کو جاہلیت کی رسم اور معاشرتی دباؤ کی وجہ سے اپنا حصہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ خاندان کے دوسرے افراد کو بھی ان کا حصہ دلوانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

میراث تقسیم نہ کرنے کے نقصانات

☆ میراث تقسیم نہ کرنے اور مستحقین کو محروم رکھنے کے کئی خطرناک پہلو ہیں جن میں میراث کھانے والے مبتلا ہو کر گنہگار ہوتے ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں:

☆ میراث کو قرآن وسنت کے مطابق تقسیم نہ کرنا اور دیگر وارثوں کا حق مارنا کفار، یہود، نصاریٰ، ہندوؤں اور غیر مسلم اقوام کا طریقہ ہے۔

☆ میراث کا شرعی طریقے پر تقسیم نہ کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی نافرمانی ہے۔ یہ صریح فسق ہے، لہٰذا ایسا شخص فاسق ہے اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، خاص طور پر برسہا برس اس پر اصرار کرنا اور توبہ نہ کرنا تو اور بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

☆ میراث کے حق داروں کا مال کھا جانا ظلم ہے اور یہ شخص ظالم ہے۔ لیکن اگر وارث اپنے قبضے اور تحویل میں لے لیں اور پھر کوئی طاقت ور وارث چھین لے تو یہ غصب ہوگا۔ اس کا گناہ ظلم سے بھی زیادہ ہے۔

☆ میراث پر قبضہ کرنے والے کے ذمے میراث کا مال قرض ہوگا، اور قرض بھی واجب الادا ہے۔ اگر کوئی دنیا میں ادا نہیں کرے گا تو آخرت میں لازماً دینا ہی ہوگا۔

☆ ایسا مال جس میں میراث کا مال شامل ہو، اس سے خیرات وصدقہ اور انفاق کرنا، حج و عمرہ کرنے سے ثواب حاصل نہیں ہوگا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پاک وطیب مال قبول کرتا ہے۔

☆جو میراث کا مال کھا جاتا ہے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

☆میراث شریعت کے مطابق تقسیم نہ کرنے والا دوزخ میں داخل ہوگا۔

☆جو اشخاص میراث کا مال کھا جاتے ہیں حق دار وارث ان کو بددعائیں دیتے ہیں۔

☆میراث مستحقین کو نہ دینے والا حقوق العباد تلف کرنے کا مجرم ہے۔

☆شریعت کے مطابق مال (ورثہ) تقسیم کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے، لہٰذا جو حکومت اس طرف توجہ نہیں دیتی، وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حرام کھانے پینے اور پہنے سے بچنے اور میراث کی قرآن وسنت میں بتائے ہوئے طریقے کے مطابق تقسیم کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

بحمد اللہ تم

نوٹ

الحمدللہ اس کتابچے کو پڑھ کر بہت سے لوگوں میں شرعی تقسیم میراث کا احساس پیدا ہوا اور انہوں نے میراث کو شرعی طریقہ سے تقسیم کیا۔ الحمدللہ

اس کار خیر میں آپ بھی اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں، اس کتابچے کو زیادہ سے زیادہ شائع کروا کر تقسیم کریں، یا حسب توفیق اس کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈالیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کو پہنچایا جائے 0313-5683475 - 0321-5083475

مساجد و مدارس اور اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے لئے ایک خاص ترتیب پر تیار کیا جانے والا ایک بہترین دینی نصاب، جس میں ہر سبق کے ساتھ حاضری کی سہولت، طریقہ وضو اور نماز 4 کلر تصاویر کی مدد سے سمجھایا گیا ہے۔ نماز، کلمے، جنازہ، چالیس دعائیں، چالیس احادیث اور دیگر بنیادی اسلامی معلومات، ایک سال کے لئے نمازوں کی حاضری کا کیلنڈر۔ رنگین صفحات، دیدہ زیب ٹائٹل۔ ملک بھر کے کئی دینی اداروں اور اسکولوں کے نصاب میں باقاعدہ شامل ایک بہترین کتاب۔

0321-5083475 - 0313-5683475